السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بلامیعت و منجمیعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امام یا اہل بیت یا اصحاب پر صلوۃ وسلام کہنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

واضح ہو کہ صلوۃ بلاتبیعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی پر جائز نہیں ہے۔ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

(عن أبي حنیفۃ رحمہ اللہ: (لا یصلی علی غیر الأنبیاء والملائکۃ ومن صلی علی غیرہم الا علی وجہ التبعیۃ فہو غال من الشیعۃ التی نسمیہا الروافض)

اور صاحب نیل الاوطار فرماتے ہیں:

(بأن أصل الصلاۃ الدعاء الا أنہ یختلف بحسب المدعو لہ فصلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی أمتہ دعاء لہم بالمغفرۃ وصلاۃ أمتہ دعاء لہ بزیادۃ القربۃ والزلفی ولذلک کانت لا تلیق بغیرہ,)

(سید محمد نذیر حسین)

ہوالموفق:۔

حافظ ابن حجر ل فتح الباری صفحہ 205۔ جزو19 میں لکھتے ہیں:

"واستدل بہذا الحدیث علی جواز الصلاۃ علی غیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم من أجل قولہ فیہ: "وعلی آل محمد "وأجاب من منع بأن الجواز مقید بما اذا وقع تبعا, والمنع اذا وقع مستقلا, والحجۃ فیہ أنہ صار شعارا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فلا یشارکہ غیرہ فیہ, فلا یقال قال أبو بکر صلی اللہ علیہ وسلم: وان کان معناہ صحیحا, ویقال: صلی اللہ علی النبی وعلی صدیقہ أو خلیفتہ ونحو ذلک. وقریب من ہذا أنہ لا یقال: قال محمد عزوجل وان کان معناہ صحیحا, لأن ہذا الثناء صار شعارا للہ سبحانہ لا یشارکہ غیرہ فیہ. ولا حجۃ لمن أجاز ذلک منفردا فیما وقع من قولہ تعالی: (وصل علیہم) ولا فی قولہ: "اللہم صل علی آل أبي أوفی "ولا فی قول امرأۃ جابر "صل علی وعلی زوجی, فقال: اللہم صل علیہما "فان ذلک کلہ وقع من النبی صلی اللہ علیہ وسلم. ولصاحب الحق أن یتفضل من حقہ بما شاء, ولیس لغیرہ أن یتصرف الا باذنہ, ولم یثبت عنہ اذن فی ذلک. ویقوي المنع بأن الصلاۃ علی غیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم صار شعارا لأہل الأہواء یصلون علی من یعظمونہ من أہل البیت وغیرہم. وہل المنع فی ذلک حرام أو مکروہ أو خلاف الأولی؟ حکی الأوجہ الثلاثۃ النووي فی "الأذکار" وصحح الثانی. وقد روی اسماعیل بن اسحاق فی کتاب "أحکام القرآن" لہ باسناد حسن عن عمر بن عبد العزیز أنہ کتب "أما بعد فان ناسا من الناس التمسوا عمل الدنیا بعمل الآخرۃ, وان ناسا من القصاص أحدثوا فی الصلاۃ علی خلفائہم وأمرائہم عدل الصلاۃ علی النبی, فاذا جاءک کتابی ہذا فمرہم أن تکون صلاتہم علی النبیین, ودعاؤہم للمسلمین, ویدعوا ما سوی ذلک "ثم أخرج عن ابن عباس باسناد صحیح قال: "لا تصلح الصلاۃ علی أحد الا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم, ولکن للمسلمین والمسلمات الاستغفار" انتہی۔

خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ حدیث:

(قُولُوا: اللَّہُمَّ صَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ وَعَلَی آلِ مُحَمَّدٍ،....) الخ سے اس بات کا استدلال کیا گیا ہے کہ غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا جائز ہے۔ اس واسطے کہ اس حدیث میں لفظ وعلی آل محمد واقع ہے اور جو لوگ ناجائز کہتے ہیں انہوں نے یہ جواب دیا ہے کہ غیر نبی پر درود بھیجنا اس صورت کے ساتھ مقید ہے کہ تبعاً واقع ہو اور بلا منجمیعت کے مستقل طور پر ممنوع ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ مستقل طور پر درود بھیجنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے شعار ہو گیا ہے۔ پس اس میں کوئی اور شخص آپ کا مشارک نہیں ہو سکتا پس نہیں کہا جائے گا۔ قال ابو بکر صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ اس کے صحیح ہیں بلکہ یوں کہا جائے گا صلی اللہ علی النبی وعلی صدیقہ او خلیفۃ اور اسی کے قریب یہ بات ہے کہ یوں نہیں کہا جائے گا قال محمد عزوجل اگرچہ اس کے معنے صحیح ہیں اس واسطے کہ یہ ثنا اللہ تعالیٰ کے لیے شعار ہو گیا ہے پس کوئی اور شخص اس میں اس کا مشارک نہیں ہو سکتا اور جو لوگ غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر استقلالاً و منفرداً درود بھیجنے کو جائز کہتے ہیں۔ اور آیۃ وصل علیہم اور حدیث (اللہم صل علی آل أبي أوفی) اور حدیث:

(صحیح عن جابر بن عبد اللہ أن امرأۃ قالت: یا رسول اللہ صل علی وعلی زوجی (صلی اللہ علیہ وسلم) فقال: (صلی اللہ علیک وعلی زوجک).

سے استدلال کرتے ہیں سو یہ ٹھیک نہیں کیونکہ یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے واقع ہوا ہے اور صاحب حق کو اختیار ہے کہ اپنے حق میں سے جس کو چاہے ہے تفضل کرے اور غیر کو بلا اذن اس کے حق میں تصرف کرنے کا اختیار نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں اذن ثابت نہیں اور غیر نبی پر درود بھیجنے کی ممانعت کی تائید و تقویت اس سے ہوتی ہے۔ کہ اہل ہوا کا یہ شعار ہو گیا ہے وہ اہل بیت وغیرہم میں سے جس کی وہ تعظیم کرتے ہیں اس پر درود بھیجتے ہیں اور اس میں اختلاف ہے کہ یہ ممانعت کس طور کی ہے آیا حرام ہے یا مکروہ یا خلاف اولیٰ۔ سو نووی نے کتاب الاذکار میں تینوں صورتوں کی حکایت کی ہے اور دوسری صورت کی

تصیح کی ہے اور اسماعیل بن اسحاق نے اپنی کتاب احکام القرآن میں باسناد حسن روایت کی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا ہے کہ چند لوگ ایسے ہیں جو عمل دنیا کو عمل آخرت کے ساتھ ڈھونڈتے ہیں اور بعض قصاص نے یہ بات نکالی ہے کہ جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جاتا ہے اسی طرح پر اپنے خلفاء و امراء پر درود بھیجنے کو کہتے ہیں پس جب میرا یہ خط پہنچے تو ان کو حکم کر کے انبیاء علیہ السلام پر درود بھیجیں اور مسلمانوں کے لیے دعا کریں اور اس کے ماسوی کو ترک کریں پھر اسماعیل بن اسحاق نے باسناد صحیح ابن عباس سے روایت کی ہے کہ بجز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور پر درود بھیجنا لائق نہیں ہاں مسلمین اور مسلمات کے لیے استغفار کرنا چاہیے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری صفحہ 58 جزو 26 میں مسئلہ صلوۃ علی غیر النبی کو کتاب الدعوات باب بل یصلی علی غیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت میں زیادہ بسط و تفصیل سے لکھا ہے اور اس مسئلہ میں علماء کے جو اختلافات ہیں ان کو بہت وضاحت سے بیان کیا ہے اور عیاض کا یہ قول نقل کیا ہے۔ "یعنی فیاض کہتے ہیں کہ میرا میلان مالک اور سفیان کے قول کی طرف ہے اور محققین متقلمین اور فقہاء کا بھی یہی قول ہے اور وہ یہ کہ غیر انبیاء کو رضا اور غفران کے ساتھ یاد کرنا چاہیے اور صلوۃ غیر انبیاء پر امر معروف سے نہیں تھا تو یہ دولت بنی ہاشم میں محدث ہوا ہے۔ "واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ (کتبہ محمد عبدالرحمان المبارکفوری عفا اللہ عنہ)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی نذیریہ

جلد : 2، کتاب الاذکار والدعوات والقراءۃ : صفحہ : 7

محدث فتویٰ